مالداروں کی دولت میں غریبوں کا بھی حق ہے

مذکورہ بالا عنوان سے "محدث" کے گذشتہ نمبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مالداروں کو غریبوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور آیات و احادیث کی روشنی میں ان کو رغبت دلائی گئی ہے کہ وہ مال کو جمع کرنے کی بجائے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہیں۔ اور ہر سائل کے سوال کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

چونکہ ہم مسلمانوں کی موجودہ پیشہ ورانہ گداگری سے سخت بیزار ہیں۔ اور کسی اچھے خاصے موٹے تازے، قوی، جوان اور تندرست کو، بغیر کسی عذر شرعی کے بھیک مانگتے ہوئے دیکھکر دل کو بیحد صدمہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس مضمون کے آخر میں ہم نے ایک تفصیلی نوٹ لکھا ہے۔ اور مختلف احادیث سے ثابت کیا ہے کہ ہر سائل کا سوال پورا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف ان سائلوں کا سوال پورا کرنا چاہیئے جن کو شرعاً سوال کرنے کی اجازت ہے۔ اور ایسے لوگ جن کو سرے سے سوال کرنا ہی حرام ہے، ان کے سوال کو پورا کرنا خود کو گنہگار کرنا اور ایک ناجائز فعل کی امداد و اعانت کا بار اپنے ذمہ لینا ہے۔

ہماری اس تنقید پر ایک اعتراض کی گنجائش تھی، جس کو ہم نے ساتھ ہی صاف کر دیا تھا لیکن نہایت افسوس ہے کہ "محدث" کے صفحات کی کمی کی وجہ سے وہ حصہ پچھلے پرچہ میں شائع نہیں ہو سکا تھا۔ وہ آج آپ کی خدمت میں پیش ہے بغور ملاحظہ فرمائیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس حصے کو پچھلے مضمون کے ساتھ ملا کر پورا مضمون ایک ساتھ پھر پڑھیں تاکہ تصویر کا دونوں رخ اور معاملہ کا دونوں پہلو سمجھنے میں آسانی ہو اور حقیقت حال واضح ہو جائے۔

(مدیر)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر کسی کو خیال ہو کہ حدیث میں تو آیا ہے لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ (ابوداؤد) یعنی "سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے" تو میں کہونگا کہ ہاں یہ حدیث میں ہے لیکن اس حدیث کا مطلب صحیح طور پر ذہن نشین کرنے کیلئے ذیل کی حدیثوں پر غور کیجئے

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین شخصوں کے علاوہ کسی کیلئے سوال کرنا حلال نہیں۔ ایک وہ جو کسی کی طرف سے دِیَت (خون بہا) وغیرہ کا بوجھ اپنے ذمے لے لے۔ دوسرا وہ جس پر اچانک کوئی ایسی آفت آجائے جس سے

اس کا سارا مال واسباب تباہ ہوجائے۔ تیسرا وہ جو فلقے کررہا ہو۔ ان تینوں کے لئے بھی صرف وہیں تک سوال کی اجازت ہے جس سے ان کی یہ فوری ضرورت رفع ہوجائے (یہ نہیں کہ اسی بہانے سے کمانا شروع کردیں) فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا ان صورتوں کے علاوہ اے قبیصہ (صحابی کا نام ہے) سوال کرنا حرام ہے۔ اور وہ سوال کرنیوالا حرام مال کھارہا ہے (مسلم)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں سے اپنا مال بڑھانے کیلئے سوال کرتا ہے وہ اپنے لئے جہنم کے انگارے مانگ رہا ہے۔ اب جس کا جی چاہے ان انگاروں کو بڑھائے (یعنی سوال کرتا رہے) اور جس کا جی چاہے کم کرے (یعنی سوال کرنا چھوڑ دے) (مسلم)

(۳) آپ نے فرمایا کہ (بغیر انتہائی معذوری کے) سوال کرنیوالا شخص، قیامت کے دن اس مکروہ اور بدنما شکل میں خدا کے سامنے پیش ہوگا۔ کہ اس کے چہرے پر گوشت کی بوٹی نہیں ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

(۴) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ سوال کرنا نہ کسی غنی کے لئے حلال ہے (الا فی بعض الصور) اور نہ کسی قوی تندرست کیلئے مگر یہ کہ فقر وفاقہ سے مجبور ہوکر زمین میں منہ دھنسا دے، یا قرض کے بوجھ سے دبا جارہا ہو۔ جو شخص مالدار بننے کیلئے لوگوں سے سوال کریگا وہ جہنم کی آگ میں تپائے ہوئے پتھر کے ٹکڑے اپنے لئے جمع کررہا ہے جو آخرت میں اسے کھانے پڑینگے۔ (ترمذی)

(۵) حضورہی کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے پاس اتنا رکھتے ہوئے بھی جس سے وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے صبح اور شام کے کھانے کا بندوبست کرسکتا ہے، سوال کرتا ہے تو وہ اپنے لئے جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے (ابوداؤد)

سوال اور سائل کی مذمت میں بیسیوں حدیثیں کتب احادیث میں مروی ہیں۔ میں نے یہ صرف چند حدیثیں آپ کے سامنے اس غرض سے رکھی ہیں کہ آپ غور کریں کہ ایک طرف مالداروں کو اگر ہدایت کی جاری ہے کہ "سائل اگر گھوڑے پر بھی آئے تو اس کا (تم پر) حق ہے"۔ تو دوسری طرف سوال کرنیوالوں سے بھی کہا جارہا ہے کہ تین صورتوں کے علاوہ (جن کا بیان حدیث ۱ میں گذرچکا) سوال کرنا حرام ہے۔ ناحق سوال کرنیوالے اپنے لئے جہنم کے انگارے جمع کررہے ہیں۔ تندرست اور قوی آدمی کیلئے سوال کرنا حلال نہیں۔ یہانتک فرمادیا کہ صبح اور شام کے کھانے کا انتظام رکھتے ہوئے سوال کرنا اپنے لئے دوزخ کی آگ بھڑکانا ہے۔

اب ذرا دل پر ہاتھ رکھکر بتائیے کہ کیا آجکل کے پیشہ ور سائلین، جنھوں نے سوال ہی کو اپنی کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے۔ اور کیا یہ لشکر کا لشکر جو رمضان شریف میں ہلّہ بول بولکر چڑھائی کرتا پھرتا ہے۔ ان شرائط اور قیود کا پابند ہے؟ کیا یہ بھی اپنے گھروں سے اسی وقت سوال کے لئے نکلتے ہیں، جب ان کے پاس صبح اور شام کے کھانے کا بھی بندوبست نہیں ہوتا؟ اگر نہیں۔ تو پھر ان ناشکروں کی امداد واعانت کا جواز اس حدیث سے کہاں ثابت ہوا؟ معلوم ہوگیا کہ اس حدیث میں (جس میں گھوڑے کا ذکر ہے) "سائل" سے مراد وہ سائل ہے جس کے لئے شرعًا سوال کرنا حلال اور جائز ہے

جو ان شرائط اور پابندیوں کے ساتھ سوال کے لئے نکلے، جن کے ماتحت شریعت نے سوال کرنے کی اجازت دی ہے اور یقیناً وہ سائل جو ان شرعی پابندیوں کے ساتھ سوال کرے، امداد و اعانت کا مستحق ہے۔ خواہ وہ گھوڑے ہی پر سوار کیوں نہ ہو۔ اسلئے کہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ "وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو" پس ہو سکتا ہے کہ حقیقت میں اتنا معذور ہوتے ہوئے بھی کہ وہ صبح و شام کے کھانے کا بندوبست نہ کر سکتا ہو، گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اسلئے کہ ممکن ہے کسی نے عاریتاً چند دنوں کیلئے اس کو یہ گھوڑا دیدیا ہو۔ لہذا صرف اتنی بات سے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہے، اس کی اعانت سے دست کش ہو جانا مناسب نہیں ہے۔ الغرض اس حدیث میں آجکل کے معہود اور ناخداترس سائلین مراد نہیں ہیں، جنھیں اپنا پیٹ بھرنے سے مطلب ہے۔ اس سے کچھ غرض نہیں کہ یہ ان کے لئے حلال بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس حدیث کی شرح میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری مرحوم لکھتے ہیں۔ وھذا الحمل باعتبار القرون الاولی واما فی ھذا الزمان فنشاھد کثیرا من الناس اتخذوا السوال حرفۃ لھم ولھم فضول اموال فحینئذ یحرم السوال ویحرم علی الناس اعطائھم (بذل المجہود ص۴۵ ج۳) یعنی "غالباً یہ حدیث پہلے زمانے کے خداترس اور شرعی پابندیوں کا خیال رکھنے والے) سائلین کے متعلق ہے۔ اسلئے کہ آجکل تو ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں نے سوال کو اپنا پیشہ اور کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے حالانکہ ان کے پاس کافی مال ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کا سوال کرنا بھی حرام ہے اور ان کو دینا بھی حرام ہے"۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب

بعض سائلوں کو دیکھا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیت وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ پڑھکر بھی ناواقفوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "دیکھو کلام پاک میں حکم دیا گیا ہے کہ سائل کو واپس مت کیا کرو۔ لیکن یہ سراسر ان کی دھوکہ بازی ہے۔ آیت کا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے کہ "سائل کو واپس مت کیا کرو" یہ آیت تیسویں پارے کے اٹھارہویں رکوع سورۂ والضحی میں ہے۔ اگر تمہارے پاس ترجمے والا قرآن شریف ہو تو اس میں نکالکر دیکھو کہ آیت کا کیا معنی لکھا ہے۔ آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے" اور سائل کو مت جھڑکی دو" —— یعنی سائل کو واپس کرنا منع نہیں ہے بلکہ اس کو جھڑکنا، دھتکارنا، دھکے دینا منع ہے۔ مگر یہ بھی اسی سائل کے لئے جو شرعاً سوال کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جو ان پابندیوں کے ساتھ سوال کرے جن کا ذکر اوپر کی حدیثوں میں آیا ہے۔ آج کل کے فریب کار اور پیشہ ور سائلوں کو جھڑکنا، کیا معنی، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوتا تو شاید دُرّے مارے جاتے۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تو حقدار سائل کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ اگر وہ ضد کرے اور اڑ جائے تو اس کو زجر یعنی جھڑکنا اور ڈانٹنا جائز ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں "سائل کے زجر کی ممانعت اس صورت میں ہے جب وہ نرمی سے مان جائے۔ ورنہ اگر اڑ کھڑا ہو جائے اور کسی طرح نہ مانے تو زجر جائز ہے۔ کذا فی روح المعانی۔

(تفسیر بیان القرآن ص۱۰۲ ج۱۲)